Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱

جمعرات

۱۷ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبد القادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۲۴ فتح ۱۳۳۲ھش - ۲۴ دسمبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۲۱

پاکستان بھارت لنکا برما اور انڈونیشیا کے وزرائے اعظم کے درمیان ملاقات کی تجویز

ایسی ملاقات سے ان ممالک کے وقار میں اضافہ ہو گا اور کئی غلط فہمیاں دور ہونگی (وزیر اعظم لنکا)

کولمبو ۲۳ دسمبر۔ لنکا کے وزیر اعظم سر جان کوٹلے والا نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ پاکستان بھارت لنکا۔ برما اور انڈونیشیا کے وزرائے اعظم کو سال میں ایک یا دو مرتبہ مشترکہ مسائل پر ضرور باہمی تبادلہ خیالات کرنے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ لنکا مسلم لیگ کے زیر اہتمام ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے یہ تجویز پیش کی ہے۔ آپ نے فرمایا ان ممالک کے لئے متعدد ایسے مشترکہ مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جنہیں دوستانہ ماحول میں باہم گفت و شنید سے بخوبی طے کیا جا سکتا ہے۔ اگر سال میں ایک یا دو مرتبہ ان ممالک کے وزرائے اعظم اکٹھے ہونے اور تبادلہ خیالات کرنے کا اہتمام کریں۔ تو یقیناً اس سے دنیا کی نظروں میں ان ممالک کے احترام اور وقار میں اضافہ ہو گا۔ اور دنیا سمجھ لے گی۔ کہ ہم معاملات کو اتحاد و تعاون، ہمدردی اور دوستانہ فضا میں حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ [illegible] ملاقات باہمی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کا بھی موجب ہوگی۔

آئزن ہاور کی تجویز پر روس کی [illegible] حوصلہ افزا ہے

واشنگٹن ۲۳ دسمبر۔ ایٹمی طاقت پر کنٹرول کے متعلق صدر آئزن ہاور کی تجویز پر [illegible] کے نام مراسلہ بھیجا ہے۔ یہاں کے سرکاری حلقے اس کا [illegible] کرنے میں مصروف ہیں۔ بالعموم [illegible] حوصلہ افزا قرار دیا جا رہا ہے۔ لندن اور پیرس کے سرکاری [illegible] کا ردعمل بھی یہی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکہ اس مراسلہ کے جواب میں روس برطانیہ کینیڈا اور امریکہ پر مشتمل کانفرنس بلانے کی تجویز پیش کرے گا آج اس سلسلے میں صدر آئزن ہاور نے ایٹمی کمیشن کے صدر اور امریکہ کے وزیر دفاع سے ملاقات کی ہے۔

پاکستان عالم اسلام کی بے لوث خدمت کرنا چاہتا ہے

بھارت نے کشمیر میں غیر مسلموں کو آباد کر کے استصواب رائے کو خطرے میں ڈال دیا

تہران میں چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کا بیان

تہران ۲۳ دسمبر: حکومت پاکستان کی دلی تمنا یہی ہے کہ مسلم ممالک کو قریب تر لایا جائے۔ لیکن بد قسمتی سے تعلقات کو اور زیادہ گہرا بنانے کے لئے پاکستان جو تدابیر اختیار کرتا ہے۔ یا تجویز کرتا ہے انہیں بعض حلقوں میں اس شبہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ پاکستان اس سلسلہ میں کوئی پوشیدہ منشا رکھتا ہے۔ عالم اسلام کی خدمت کرنے کے علاوہ ہمارا اور کوئی منشا نہیں ہے۔ اور جب کبھی کوئی موقعہ پیدا ہو۔ ہم اس کا خیال کئے بغیر کہ سہرا کس کے سر بندھتا ہے تعلقات اور زیادہ گہرا کرنے کے لئے ہمیشہ تیار ہیں۔ یہ الفاظ چوہدری محمد ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان نے ۲۰ دسمبر کو تہران میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہے۔ پاکستان کی غذائی قلت کے متعلق وزیر خارجہ نے کہا کہ غذائی یہ قلت کچھ تو سیلاب اور دیگر قدرتی اسباب کی وجہ سے اور کچھ اس وجہ سے پیدا ہوئی۔ کہ بھارت نے پاکستانی نہروں کے پانی کا رخ موڑ دیا تھا۔

کشمیر میں بکثرت غیر مسلموں کی آمد کے متعلق جس سے ریاست میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تناسب آبادی میں فرق پڑ سکتا ہے۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر خارجہ نے کہا کہ بھارت کشمیر کے بعض علاقوں میں اب بھی غیر مسلموں کو آباد کر رہا ہے۔ حالانکہ کشمیر کے موجودہ قوانین نئے آباد ہونے والے کو کشمیر کا جائز باشندہ تسلیم نہیں کرتے۔ موصوف نے تسلیم کیا کہ اس سے استصواب رائے عامہ کے دوران حقیقتاً مشکلات پیدا ہوں گی۔ اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان جلد از جلد استصواب رائے عامہ کے انعقاد کا اس قدر خواہشمند ہے۔ کل رات چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے شہنشاہ ایران کے ساتھ کھانا کھایا۔

بھارت کے عدالتی نظام میں — انقلاب —

نئی دہلی ۲۲ دسمبر۔ بھارت کے وزیر داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ بھارت میں مقدمہ بازی کے اخراجات کو کم کرنے اور جلد حصول انصاف کے لئے فوجداری ضابطے میں ترمیم کے لئے فروری ۱۹۵۴ء میں ایک بل پیش کیا جائے گا۔ فوجداری مقدمے میں اسیسروں کی مدد سے سماعت کا طریقہ ختم کر کے جیوری کی مدد سے سماعت کا طریقہ عام کیا جائے گا۔ جو مقدمہ چھ ہفتے کے اندر ختم نہیں ہو سکے گا اس کے ملزموں کو غیر معمولی حالتوں کے سوا دوسری تمام حالتوں میں ضمانت پر رہا کر دیا جائے گا۔ تجربہ کار اور قابل لوگوں کو آنریری مجسٹریٹ مقرر کیا جائے گا۔ اور سیشن ججوں اور مجسٹریٹوں کو اختیار ہوگا۔ کہ جہاں چاہیں مقدمے کی سماعت کریں۔

ڈاکٹر مصدق فوجی عدالت کے فیصلے کے خلاف — اپیل کر رہے ہیں —

سات ججوں پر مشتمل نئی عدالت اپیل کی سماعت کرے گی

تہران ۲۳ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ایران کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر مصدق فوجی عدالت کے فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کر رہے ہیں۔ اس اپیل کی سماعت ایک نئی فوجی عدالت کرے گی۔ جو سات ججوں پر مشتمل ہوگی۔ ڈاکٹر مصدق کو فوجی عدالت نے کل تین سال قید تنہائی کی سزا دی تھی۔ اور اس فیصلے کے خلاف تہران میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ اس وقت تک پولیس چالیس مظاہرین کو گرفتار کر چکی ہے۔

قائد اعظم کے یوم پیدائش پر گورنر جنرل محترمہ فاطمہ جناح اور وزیر اعظم — قوم سے خطاب فرمائینگے —

کراچی ۲۳ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ قائد اعظم کے یوم پیدائش کی تقریب پر ۲۵ دسمبر بروز جمعہ گورنر جنرل پاکستان اور محترمہ فاطمہ جناح علی الترتیب سوا سات بجے اور ساڑھے سات بجے شب [illegible] ریڈیو پاکستان کے ذریعے قوم سے خطاب فرمائیں گے۔ اسی دن شام کو وزیر اعظم ایک جلسہ عام میں تقریر کریں گے ان کی تقریر بھی ریڈیو پاکستان کے تمام سٹیشنوں [illegible]

تحقیقاتی عدالت کی طرف سے

دس سوالات

لاہور ۲۳ دسمبر۔ پنجاب کے ہنگاموں کی تحقیقات کرنے والی عدالت نے آج نوٹس جاری کیا ہے کہ حسب ذیل دس نکات کے سلسلہ میں دلائل پیش کرتے وقت متعلقہ فریقین کو اپنے دلائل کی تائید میں باقاعدہ اسناد اور حوالے پیش کرنا ہوں گے (۱) حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدی کا تصور (۲) کیا مسیح موعود حضرت عیسیٰ ابن مریم ہی ہوں گے یا کوئی اور؟ (۳) کیا مسیح موعود اور حضرت مہدی کو نبی کا درجہ حاصل ہوگا اور ان پر وحی و الہام کا نزول بھی ہوگا۔ (۴) کیا مسیح موعود اور حضرت مہدی دونوں یا ان میں سے ایک قرآن و سنت کے کسی قانون کو منسوخ کر سکیں گے (۵) رسول اکرم صلعم پر کس طرح نزول وحی ہوتا تھا آیا حضرت جبریل آنحضرت صلعم کو نظر آیا کرتے تھے (۶) آل پارٹیز مسلم کنونشن نے خاتم النبیین کا جو مفہوم پیش کیا ہے۔ کیا وہ ہمیشہ مسلمانوں کے عقائد کا ضروری حصہ رہا ہے۔ (۷) قرآن و سنت کے متن کے مطابق سیاسی اور مذہبی طریقہ کیا ہے۔ جس کے تحت غیر مسلموں کو غیر ملکی عنصر قرار دیا جا سکتا ہے۔ غیر مسلموں کو کسی حد تک الگ رکھنے کے سلسلہ میں کوئی تاریخی مثال [illegible] غیر مسلموں کو کھلے عام اپنے مذہب کا پرچار کرنے کا حق کہاں تک ہے؟ [illegible] دانستہ اقدام کس حد تک حق بجانب تھا۔ (۹) احمدیوں کا وہ لٹریچر جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ (۱۰) دوسرے مسلمانوں کا وہ لٹریچر جس سے احمدیوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

عدالت نے مسٹر محمد حسین سپرنٹنڈنٹ پولیس

(باقی دیکھیں صفحہ ۲ پر)

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کی

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۲ء

اسلام اور رواداری

رنگپور مشرقی پاکستان میں ہندو اقلیت کے مقامی نمائندوں نے مسٹر غلام محمد گورنر جنرل پاکستان کی خدمت میں جو یادداشت پیش کی۔ اس میں کہا ہے کہ

"مملکت کی مذہبی نوعیت پر بار بار زور دیئے جانے سے اقلیتی فرقہ کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ ان کا مذہب ثقافت تسلیم اور ہر وہ شے جو انہیں عزیز ہے خطرہ میں پڑ جائے گی۔"

مسٹر غلام محمد نے ان شبہات کا جو جواب دیا وہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ نے وفد کو یقین دلایا کہ دستور پاکستان میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے اقلیتوں کو کسی قسم کا خطرہ محسوس کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے مجلس دستور ساز کے ہدایتی اصول کے التزامات کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس بات کو واضح فرمایا۔ کہ دراصل دستور کے خوب مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے یہ غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ غلط فہمیاں دشمنان ملک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیئے ان کو دل سے نکال دینا چاہیئے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ

"قرارداد مقاصد میں اور مملکت کی پالیسی کے ہدایتی اصولوں میں واضح کر دیا گیا ہے کہ مسلمان قرآن شریف اور سنت کی تعلیمات کی طرز پر زندگی گزارنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن غیر مسلموں کو بھی پوری آزادی ہوگی۔ کہ وہ اپنی مذہبی ثقافتی رواجوں پر عمل کرتے رہیں۔ ان التزامات سے اس کا پوری طرح یقین ہو جاتا ہے۔ کہ غیر مسلموں کے مذہبی قوانین کا تحفظ کیا جائے گا ان التزامات سے غیر مسلموں کے مذہب میں دخل اندازی کرنے یا اسلامی نظریہ مسلط کرنے کا مطلب نکالنا مجلس دستور ساز کے منظور کردہ بنیادی اصولوں کے منافی ہے۔"

مذہب کی بنا پر دوسروں پر ظلم و ستم کرنا اور غیر مذہب والوں کو آزادی نہ دینا قرون وسطےٰ میں عام تھا۔ نہ صرف عیسائی ملکوں میں بلکہ تمام غیر اسلامی ممالک میں غیر مذاہب کے ساتھ اکثریت یہی سلوک روا کرتی آئی ہے۔ تاریخ اقوام و مذاہب اس کے شاہد ہیں صرف اسلام ہی ہے جس نے پہلے پہل دین کو ایک علمی حیثیت سے دنیا میں پیش کیا۔ اور اعلان کیا کہ جبر و اکراہ کا دین کے اختیار کرنے میں کوئی دخل نہیں ہے۔

یہ درست ہے کہ مسلمان اقوام اسلام کے اصولوں پر پوری طرح عمل کر کے نہیں دکھا سکیں۔ مگر پھر بھی اگر ایک ہی عہد کے مسلمان حکمرانوں اور دوسرے مذاہب کے حکمرانوں کا موازنہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ کون غیر مذاہب والوں سے بہتر سلوک کرتے ہے تو یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ مسلمانوں نے تمام مذاہب والوں سے غیر مذاہب والوں سے زیادہ رواداری دکھائی ہے۔ اور اگر بعد میں کسی قوم نے رواداری دکھائی ہے۔ تو وہ مسلمانوں سے ہی متاثر ہو کر دکھائی ہے۔ ذیل میں ایم جی جی کولٹن صاحب کی کتاب "صلیبی جنگیں تجارت وغیرہ" کے نام سے لکھی ہے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں جس میں اس ضمن میں گیارھویں صدی عیسوی کے مسلمانوں اور عیسائیوں کے کردار کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

"مسلمانوں کو عیسائی تثلیث کے پجاری ہونے کی وجہ سے اور اس پرستش کی وجہ سے جو وہ تصویروں اور تراشیدہ مجسموں کی کرتے تھے کثرت پرست اور بت پرست نظر آتے تھے۔ دین اسلام کی ابتدائی کامیابی جنگوں پر انحصار رکھتی تھی۔ اور باوجودیکہ مسلمان کئی باتوں میں رواداری برتتے تھے۔ مگر مفتوحہ اقوام قبول اسلام یا محکومانہ زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ عیسائیوں کی طرف سے خلیج اس سے بھی زیادہ خطرناک ہو چکی تھی۔ صرف یہی نہیں کہ نہایت عالم لوگ ایک دوسرے سے محمدؐ کی زندگی اور اسلام کے اصولوں کے متعلق نہایت احمقانہ اور نہایت فحش افسانے ایک دوسرے سے نقل کرتے تھے۔ بلکہ قرون وسطیٰ کی دلوں کی گہرائی میں یہ بات جمی ہوئی تھی۔ کہ کوئی غیر عیسائی کسی صورت میں جنت میں نہیں جا سکتا۔ . . . . ایک مغربی عیسائی کے لیئے یہ امر قدرتی تھا کہ وہ تمام مشرقیوں کو ایسی مذہبی تسلیم وہ جن کے لیئے مسیح نے وفات پائی تھی۔ بلکہ انہیں سچی خوبیوں اور مسیحی پیغام کے راستہ میں سد سکندری سمجھتے تھے۔"

مسٹر کولٹن نے اپنی یہ رائے بے حد وضاحت ظاہر کی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس عہد کے مسلمانوں نے بھی اسلامی تعلیم پر پورا عمل کرنا چھوڑ دیا تھا۔ مگر پھر بھی جیسا کہ اوپر کے حوالے سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس تعلیم کا اتنا اثر ضرور باقی تھا کہ مسٹر کولٹن اس عہد کے مسلمانوں کے کردار پر بھی کوئی انگلی نہیں رکھ سکے۔ اور صرف قرون اول کی لڑائیوں کا حوالہ وہ بھی محتاط اور نرم الفاظ میں دے کر رہ گئے ہیں۔

الغرض دنیا میں اسلام مذہبی رواداری ہی نہیں بلکہ غیر مذاہب والوں کو ہر طرح کی آزادی دینے کا حامی ہے۔ اور دنیا میں سب سے پہلے اسی نے آزادی ضمیر کے اصول پیش کئے۔ مسٹر کولٹن نے جو اسلام کے ابتدائی دور کی جنگوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کے متعلق حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے اپنے دور اول میں صرف دفاعی جنگیں محض "آزادی ضمیر" کا اصول قائم کرنے کے لئے لڑی ہیں۔ جن لوگوں نے قرآن کریم کا غور سے مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس حقیقت

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

جلسہ سالانہ کی غرض و غایت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں

حضور جلسہ سالانہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

"جلسہ سے اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کریں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں۔ اور ان کے اندر خدا تعالےٰ کا خوف پیدا ہو۔ اور وہ زہد اور تقوےٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔ اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو۔ اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں . . . . خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی اور ایمانی اخلاقی اور اعمالی کے کسی طرح رہائی نہیں۔ اور جو شخص ہر طرح سے زندہ رہ کر پھر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کو نہیں بلکہ وہ اپنے تئیں دھوکہ دیتا ہے۔ اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اٹھا لیتے۔ اور نبی کریمؐ کے پاک جوئے کے نیچے اپنی گردنیں نہیں دیتے۔ اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے۔ اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے۔ اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے۔ اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے۔ اور انسانیت اور تہذیب اور صبر کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کے بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں۔ اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرتے ہیں۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرتے ہیں۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ چھوٹا اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور نرمی سے بات کرتے ہیں۔" (منقول از شہادت القرآن)

حضور کے اس ارشاد کے پیش نظر مہمانوں اور میزبانوں ہر دو کا فرض ہے کہ وہ اس مجمع کثیر میں اپنے آرام کے لئے دوسرے لوگوں سے کج خلقی ظاہر نہ کریں۔ ورنہ یہ مجمع ان کے لئے موجب ابتلا ہوگا نہ کہ موجب ثواب اور رحمت ؛ (ناظر تعلیم و تربیت)

سو کام کا حرج کر کے بھی جلسہ سالانہ پر ضرور آنا چاہیئے

خود بھی آؤ اور اپنے اہل وعیال کو بھی لاؤ تا تمہاری اولاد کا سلسلہ سے تعلق قائم رہے

لیکن یہاں آ کر اپنا زیادہ سے زیادہ وقت نیک کاموں میں صرف کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دسمبر ۱۹۳۷ء میں جلسہ سالانہ کے متعلق جو اہم ہدایات دی تھیں۔ ان کا ایک حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

...جلسہ سالانہ پر جو پہنچ سکتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ساری جماعت کی طرف سے ان پر ایک خاص ذمہ داری ہے۔ جسے ادا کرنے کی کوشش ان کا اولین فرض ہے۔ اور یہ کہ جب کہ ساری جماعت اس موقعہ پر نہیں پہونچ سکتی تو ہر علاقہ کے مردوں عورتوں اور بچوں میں سلسلہ کی روح زندہ رکھنے کے لئے جو پہونچ سکتے ہیں۔ انہیں سو کام کا ہرج کر کے بھی آنا چاہیئے۔ تا ان کا آنا دوسروں کے نہ آسکنے کے نقصان کا ازالہ کر دے۔ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو ترقی کے شروع ہونے پر سست ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں اب جماعت بہت ہو گئی۔ ایسے لوگوں کو میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہر وہ شخص جس کے لئے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پہنچنا ممکن ہے۔ اگر یہاں آنے میں کوتاہی کرتا ہے۔ تو اس کا لازمی اثر اسکے ہمسایوں اور اس کی اولاد پر پڑیگا میں نے دیکھا ہے۔ جو دوست سال بھر میں ایک دفعہ بھی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آجاتے ہیں۔ اور اپنے اہل وعیال کو ہمراہ لاتے ہیں۔ ان کی اولادوں میں احمدیت قائم رہتی ہے۔ اور گو ان بچوں کو احمدیت کی تعلیم سے ابھی واقفیت نہیں ہوتی۔ مگر وہ اپنے والدین سے یہ ضرور کہتے رہتے ہیں کہ ابا ہمیں لے چلو۔ اس طرح بچپن میں ہی ان کے قلوب میں احمدیت گھر کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اور آخر بڑے ہو کر وہ اپنی احمدیت کا شاندار نمونہ پیش کرنے پر قادر ہو جاتے ہیں۔ پھر بچوں کے ذہن کے لحاظ سے بھی جلسہ سالانہ کا اجتماع ان پر بڑا اثر کرتا ہے۔ بچہ ہمیشہ غیر معمولی چیزوں اور ہجوم سے متاثر ہوتا ہے۔ پس جلسہ سالانہ پر آ کر وہ نہ صرف ایک مذہبی نظارہ دیکھتا ہے۔ بلکہ اپنی طبیعت کی جدت پسندی کے لحاظ سے بھی تسلی پاتا ہے۔ اور یہ اجتماع اس کے لئے ایک دلچسپ اور یاد رکھنے والا نظارہ بن جاتا ہے۔ غرض جو باپ جلسہ پر آتے ہیں وہ اپنی اولاد کے دل میں بھی یہاں آنے کی تحریک پیدا کر دیتے ہیں۔ اور کبھی نہ کبھی ان کے بچے کا اصرار بچے کو جلسہ پر لانے کا محرک ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد دوسرا قدم وہ اٹھتا ہے۔ جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے

پس ان ایام میں آنا کسی ایسے بہانے یا عذر کی وجہ سے ترک کر دینا جسے توڑا جا سکتا ہو یا جس کا علاج کیا جا سکتا ہو۔ صرف ایک حکم کی نافرمانی ہی نہیں۔ بلکہ اپنی اولاد پر بھی ظلم ہے۔۔۔

پس ہماری جماعت کو یہ مقصد اپنے سامنے رکھنا چاہیئے اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نہ صرف خود آنا چاہیئے بلکہ اپنے ہمسایوں اپنے عزیزوں کو بھی ساتھ لانا چاہیئے۔۔ مگر اس کے ساتھ یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان ایام میں بے احتیاطیاں دل کو زیادہ سخت کر دیا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقدس مقامات کا احترام کرانا چاہتا ہے۔ اور ہر شخص جو ان مقامات کا احترام نہیں کرتا۔ اس کی سرزنش کا مستحق ہوتا ہے۔ جس طرح جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آنا برکات کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح یہاں آنا اور پھر اپنی اوقات کا ہرج کرنا اور انہیں علمی باتوں کے سننے میں صرف کرنے یا مقدس مقامات کی زیارت کرنے کی بجائے رائیگاں کھو دینا دل پر زنگ لگا دیتا ہے۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ جب وہ جلسہ پر آئیں۔ تو یہ اقرار کر کے آیا کریں۔ کہ ہم محض رسم پوری کرنے نہیں چلے۔ بلکہ ہم وہاں خدا کا ذکر کریں گے۔ جب جماعت میں بیٹھیں گے۔ تب بھی اس کا ذکر کریں گے اور جب علیحدہ ہوں گے تب بھی اس کا ذکر کرینگے۔ جماعتی ذکر ہمیشہ مجلس میں ہوتا ہے۔ انسان باتیں سنتا ہے تو نصیحت حاصل کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف اس کے قلب کا میلان ہو جاتا ہے۔ لیکن انفرادی ذکر الگ ہوتا ہے۔ دنیا میں چونکہ بعض طبائع ایسی ہیں جو اس وقت ذکر الٰہی کی طرف توجہ قائم رکھ سکتی ہیں جب خود ذکر میں شامل ہوں۔ اور بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ جو دوسروں سے ذکر سنیں تو ذکر میں مشغول ہو جاتی ہیں نہ سنیں تو وہ بھی ذکر چھوڑ بیٹھتی ہیں۔ اس لئے جماعتی اور انفرادی دونوں ذکر انسانی اصلاح کے لئے ضروری ہیں۔ اور ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے نمازوں میں جمع کر دیا ہے۔

دیکھو ظہر اور عصر میں اس طرح نماز پڑھی جاتی ہے کہ ہر شخص اپنا اپنا ذکر کر رہا ہوتا ہے۔ امام خاموشی سے اپنے طور پر ذکر کر رہا ہوتا ہے۔ اور مقتدی اپنے طور پر۔ پھر جب خاموش طور پر دعا کی جاتی ہے۔ تو ہر ایک کی دعا الگ الگ ہوتی ہے۔ لیکن مغرب عشا اور فجر کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ طریق مقرر کر دیا کہ جب امام سورہ فاتحہ پڑھے تو تم بھی سورہ فاتحہ پڑھو مگر جب وہ قرآن پڑھے۔ تو تم خاموش رہو۔ غرض قرآن کریم کے سننے میں ہم امام کے تابع ہوتے ہیں۔ اور سورہ فاتحہ میں بھی ہم اس رنگ میں اس لئے تابع ہوتے ہیں۔ کہ ہم اسکے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ یہی وجہ ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ملائکہ اور نمازیوں کی آمین ایک ہو جائے تو اس وقت دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اب ہمیں کیا پتہ ہو سکتا ہے کہ ملائکہ اور نمازیوں کی آمین ایک ہوتی ہے یا نہیں اور اگر ہوتی ہے تو کس وقت۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ملائکہ کی آمین تابع ہوتی ہے امام کی آمین کے۔ اور اس حدیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس امر کی طرف وہ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ امام کے ساتھ چلتے ہیں انہیں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ تو دعائیں ہر شخص نے اپنا ... بات کی اجازت دی ہے کہ امام نماز میں بلند آواز سے دعائیں مانگے۔ اور مقتدی آمین کہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ نمازیوں اس رنگ میں دعائیں کرتے تھے۔ تو نماز میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا طریق رکھا ہے کہ بعض جگہ لوگوں کو کلیتہً امام کے تابع کر دیا ہے۔ امام کہتا ہے اللہ اکبر اور مقتدی بھی کہتا ہے اللہ اکبر امام رکوع میں جاتا ہے۔ تو مقتدی بھی رکوع میں چلا جاتا ہے۔ امام سجدہ میں جاتا ہے۔ تو مقتدی بھی سجدہ میں جھک جاتا ہے۔ لیکن جو خاموشی کا حصہ ہوتا ہے۔ اس میں ہر شخص آزاد ہوتا ہے اور ہمیں نظر آتا ہے کہ مقتدی کچھ کہہ رہا ہوتا ہے۔ اور امام کچھ۔ تو دو قسم کی عبادتیں خدا تعالیٰ نے نماز میں رکھ دی ہیں۔ ایسی بھی جن میں اسے حکم ہے کہ امام کے ساتھ ساتھ چلے اور ایسی بھی جو مستقل ہیں اور جن میں اپنے طور پر جو جی چاہے وہ اللہ تعالیٰ سے مانگ سکتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے دونوں طبائع کا علاج کر دیا ہے۔ ان کا بھی جو دوسروں کو ذکر میں مشغول دیکھ کر ذکر کرنے کی عادی ہوتی ہیں۔ اور ان کا بھی جنہیں اس وقت عبادت میں لذت آتی ہے جب وہ علیحدہ ہوں۔ چنانچہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جنہیں مجلس میں دعا کرتے وقت رقت آتی ہی نہیں۔ مگر بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جونہی وہ کسی کی چیخ سنتے ہیں۔ ان کی بھی چیخیں نکل جاتی ہیں۔ پہلے انہیں جوش نہیں آتا۔ لیکن دوسرے کا جوش گریہ دیکھ کر بے اختیار خود بھی رو پڑتے ہیں۔ یہ کوئی بری بات نہیں مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ یہ ایک عادت ہے۔ جو بعض لوگوں کو ہوتی ہے۔ ان ہی لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ نے نماز کا ایک حصہ جہری بھی رکھا ہے۔ تا دوسروں کی تاثیر کو دیکھ کر ان میں روحانیت کے حصول کا جوش اور ولولہ پیدا ہو۔

پس جلسہ سالانہ میں بھی دونوں قسم کی عبادتیں کرنی چاہئیں۔ یعنی دوستوں کو چاہیئے کہ جب تک وہ جلسہ گاہ میں رہیں لیکچر سنیں۔ احمدیت کی تعلیم سے واقفیت پیدا کریں۔ قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے آگاہی حاصل کریں۔ اور جب جلسہ سے فارغ ہوں تو نمازیں پڑھیں دعا کریں۔ ان آدمیوں کو ملیں۔ جن سے ملکر ان کے ایمان کو تقویت حاصل ہو۔ مگر اپنے وقت کو ضائع نہ کریں۔ اور نہ کھیل کود اور لغو کاموں میں اسے رائیگاں جانے دیں۔

(الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۳۷ء)

نماز

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (طٰہٰ آیت ۱۵)
قائم کرو نماز میری یاد کے لئے۔ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔ (النساء آیت نمبر ۱۰۴) نماز اوقات مقررہ میں ادا کرنا مومنوں پر فرض ہے۔

پانچ ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن نماز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز چھوڑنے والے کے متعلق یہاں تک فرمایا کہ۔ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔ یعنی جس نے عمداً نماز ترک کی اس نے یقیناً کفر اختیار کیا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ہمیں متواتر اور بار بار انتہائی تاکید فرمائی ہے۔ کہ نماز با جماعت اور سنوار کر پڑھنی ہر احمدی پر فرض ہے۔ شریعت اسلامیہ میں جس قدر تاکید پابندی نماز کے متعلق کی گئی ہے اسی قدر عام مسلمان عام طور پر اس کے متعلق حد درجہ لا پرواہی اور غفلت سے کام لے رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک کا مفہوم واضح ہے۔ کہ مومن اور کافر میں نماز کا فرق ہے۔ پس جب ہم مسلمان کہلاتے ہیں تو ہم پر نماز فرض ہے۔ اگر نماز نہیں تو ایسی صورت میں مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا گناہ پر گناہ ہے۔ اور دنیا کو دھوکہ دینا ہے کہ بغیر نماز کے بھی ایک شخص مسلمان ہو سکتا ہے

نماز کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"نماز ایک سوال ہے جو کہ انسان جدائی کے وقت درد اور رقت کے ساتھ اپنے خدا کے حضور میں کرتا ہے کہ اس کو لقاء اور وصال ہو۔ کیونکہ جب تک خدا کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا اور جب تک وہ خود وصال عطا نہ کرے۔ کوئی وصال کو حاصل نہیں کر سکتا طرح طرح کے طوق اور قسما قسم کے زنجیر انسان کی گردن میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ بہتیرا چاہتا ہے کہ یہ دور ہو جاویں پر وہ دور نہیں ہوتے۔ باوجود انسان کی خواہش کے۔ کہ وہ پاک ہو جاوے۔ نفسِ لوامہ کی لغزشیں ہو ہی جاتی ہیں۔ گناہوں سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اس کے سوائے کوئی طاقت نہیں جو زور کے ساتھ تمہیں پاک کر دے۔ پس پاک جذبات کے پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالیٰ نے نماز رکھی ہے۔ نماز کیا ہے؟ ایک دعا جو درد سوزش اور حرقت (جلن) کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے۔ تاکہ یہ بد خیالات اور بُرے ارادے دفعہ ہو جاویں اور پاک محبت اور پاک تعلق حاصل ہو جائے۔ اور خدا تعالیٰ کے احکام کے ماتحت چلنا نصیب ہو۔ (لیکچر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء بعنوان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صفحہ ۵۰)

نماز اور دعا

فرمایا "یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے جب تک انسان پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے۔ کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے۔ تاکہ اولاً وہ ایک عادتِ راسخہ (رنجیدہ) کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آ جاتا ہے۔ جب کہ انقطاع کلی کی حالت میں۔ انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے"۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۵۹-۱۶۰)

نیز فرمایا:۔ "نماز کیا چیز ہے۔ وہ دعا ہے جو تسبیح و تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو۔ تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند رہو۔ کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسولؐ کا کلام ہے باقی اپنی تمام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو۔ تاکہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو"۔ (کشتی نوح)

نماز کے لئے چند ضروری باتیں

(۱) نماز کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ نماز میں جو الفاظ زبان سے کہے اس کے مفہوم و مطلب سے اچھی طرح آگاہ ہو یعنی ان الفاظ کے معانی و مطلب سے بخوبی واقف ہو۔ کیونکہ سوالی کو اگر یہ معلوم نہیں۔ کہ وہ کیا سوال کر رہا ہے تو اس کے سوال کرنے کا کیا فائدہ؟

(۲) یہ بھی بہت ضروری ہے کہ نماز آہستہ آہستہ خشوع اور خضوع (عاجزی اور زاری) کے ساتھ ادا کی جائے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی تاکید فرمائی ہے جیسا کہ فرمایا:
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۙ
(المومنون آیت ۲ و ۳) یعنی وہ مومن کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں عاجزی اور زاری کرتے ہیں۔

نیز ارشاد فرمایا:۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ (الاعراف آیت ۵۶)
یعنی نماز میں اپنے رب کو عاجزی اور دھیمی آواز سے پکارو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا ما الاحسان کہ احسان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ یعنی احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی ایسے طور سے عبادت کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تو اسے نہیں دیکھتا۔ تو یقیناً وہ تجھے دیکھتا ہے یعنی اپنی نماز کو کم از کم یہ یقین رکھتے ہوئے ادا کرو کہ خدا تعالیٰ کی نظر سے اس کی اچھائی یا برائی پوشیدہ نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں پھر یاد کرایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں
"سو اے وے تمام لوگو جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے۔ جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو"۔ (کشتی نوح)

نیز فرمایا:۔
"صلوٰۃ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ دعا صرف زبان سے [illegible] بلکہ اس کے ساتھ سوزش اور جلن اور حرقت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ دعا کو قبول نہیں کرتا۔ جب تک کہ انسان حالتِ دعا میں ایک موت تک نہیں پہنچتا"۔ (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء بعنوان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صفحہ ۵)

(۳) نمازی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا لباس، جسم اور نماز پڑھنے کی جگہ صاف ہو لیکن اسے بہانہ بنا کر نماز چھوڑ دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ جس حد تک صفائی ممکن ہے۔ صفائی رکھی جائے۔ مگر نماز ترک کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔

(۴) نماز فریضہ باجماعت ہے۔ جو امام کے پیچھے پڑھی جاتی ضروری ہے اگر کوئی اکیلا ہی ہو۔ تو خود اذان کہے یا تکبیر اقامت کہے اور خود امام بن کر نماز فریضہ ادا کرے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایسی حالت میں فرشتے مقتدی ہوں گے۔

(۵) نماز ہر مسلمان پر ہر حالت میں یعنی خواہ بیمار ہو یا تندرست فرض ہے اگر انسان تندرست ہے تو مسجد میں جا کر باجماعت نماز پڑھنی فرض ہے اگر کسی خاص وجہ سے مسجد میں نہیں جا سکتا۔ تو پھر کسی مناسب جگہ نماز باجماعت ادا کرے۔ اور اگر بیمار ہے اور مسجد میں نہیں جا سکتا۔ تو گھر میں نماز پڑھ لے۔ اگر کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر اشاروں سے نماز پڑھ لے۔ نماز ترک کرنا کسی حالت میں بھی۔ خواہ بیمار ہو یا تندرست۔ سفر میں ہو یا گھر پہ جائز نہیں۔

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ ہر وقت یاد رکھنا چاہیئے۔

خلاصہ یہ کہ پنجگانہ نماز پڑھیں نماز میں ظاہری و باطنی آداب کو ملحوظ رکھیں۔ نماز میں عاجزی اور انکساری اور دعاؤں پر زور دیں۔ اور نماز تہجد کی بھی عادت ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ تاہم صحیح معنوں میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ کا اقرار عملاً پورا کرنے والے ہوں۔ ہم اس کے بندے ہوں اور وہی ہمارا آقا۔ اس کی رضا ہماری رضا۔ آمین!

الناشر
مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ
صدر انجمن احمدیہ ربوہ

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۲۱/۲۲ دسمبر ۱۹۵۳ء کی شب کو مجھے دوسرا لڑکا عنایت فرمایا۔ احباب دعا فرماویں کہ مولا کریم اس بچہ کو نیک دیندار خادم دین اور صاحب عمر کرے آمین ثم آمین

سید احمد علی سیالکوٹی مبلغ جماعت احمدیہ
حیدر آباد سندھ

حیاتُ الآخرت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حیات آخرت پر یقین رکھنے کے لئے بار بار تاکید فرمائی ہے۔ اور اُس اُخروی زندگی کو ہی اصل زندگی اور انسان کی پیدائش کی غرض قرار دیا ہے لیکن موجودہ زمانہ میں دہریت کے بڑھتے ہوئے سیلاب نے مذہبی شعور کو اتنا مدھم اور مشتبہ کر دیا ہے کہ انسان بارہا سوچتا ہے کہ کیا اس دنیوی زندگی کے بعد بھی کوئی زندگی ہو سکتی ہے؟ اور اگر کوئی اُخروی زندگی ہے تو اس کے دلائل و شواہد کیا ہیں؟ اور کیا اس دنیوی زندگی کا اُس اُخروی زندگی سے کوئی تعلق بھی ہے وغیرہ۔

یہ مسئلہ جس قدر اہم اور لطیف ہے بظاہر پیچیدہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی قدر اسے دلچسپ، موثر اور عام فہم انداز میں مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے اس پر بحث فرمائی ہے جو حیات الآخرۃ کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہے۔

بزرگان سلسلہ نے اس کتاب کی انتہائی تعریف فرمائی ہے۔ اور غیر احمدی معززین نے بھی اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے اسے نہایت مفید کتاب قرار دیا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے ہستی باری تعالیٰ اور حیات آخرت کا مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے اور انسان کے دل میں جو مختلف قسم کے شبہات اس بارہ میں آتے رہتے ہیں وہ سب دور ہو جاتے ہیں۔ آپ بھی اس قیمتی اور مفید کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ اور اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں۔ چونکہ اصل مقصد کثرت اشاعت ہے۔ اس لئے اس کی قیمت بھی معمولی مقرر کی گئی ہے تا ہر شخص آسانی سے خرید سکے۔ قیمت اعلیٰ کاغذ عہ عام کاغذ ۸؍ فی نسخہ علاوہ محصولڈاک۔ ملنے کا پتہ:۔ دفتر نشر و اشاعت ربوہ)

اچھی مائیں!

اولاد کے متعلق والدین پر بڑی نازک ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اولاد کی تربیت اسلامی تعلیم کے مطابق کرکے انہیں صحیح اسلامی رنگ میں رنگین کریں۔

اولاد مستقبل کی ضامن اور محافظ ہوتی ہے۔ انہی چھوٹے بچوں نے بڑے ہو کر قومی ذمہ داریوں کو سنبھالنا ہے۔ اگر ان کی تربیت صحیح رنگ میں ہوگی۔ تو قوم کا مستقبل شاندار ہوگا۔ پس اولاد کی تربیت ایک نہایت ضروری اور نازک ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔

تربیت اولاد کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے ایک نہایت قیمتی اور مفید مضمون تحریر فرمایا۔ صیغہ نشر و اشاعت کی درخواست پر آپ نے ازراہ عنایت یہ مضمون اس صیغہ کو اشاعت کے لئے مرحمت فرمایا۔ چنانچہ یہ مضمون بعنوان "اچھی مائیں" "تربیت اولاد کے سنہری گر" شائع ہو چکا ہے۔

اب یہ آپ کا فرض ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں۔ اور کتاب میں مندرجہ نصائح پر عمل کریں۔ اور ان کے مطابق اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کریں۔ قیمت فی نسخہ تین ۳ آنے علاوہ محصولڈاک:۔ ملنے کا پتہ۔ دفتر نشر و اشاعت ربوہ۔

درخواست ہائے دُعا

(۱) مکرم عزیزم نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس سی آف میانی ضلع شاہپور دیر سے بیمار ہیں اور ان کی بیماری میں کسی قسم کی کمی نہیں ہو رہی۔ احباب سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ بندہ خود بھی ایک لمبے عرصہ سے بیمار ہے۔ دوستوں اور بزرگوں سے خاص توجہ اور دعا کی درخواست ہے (خاکسار سعید خالد)

(۲) شیخ محمد علی صاحب انبالوی امیر جماعت منڈی چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ عارضہ درد گردہ سے سخت علیل ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ (شیر علی ظفر انبالوی منڈی چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ) (۳) خاکسار کے والد محترم شیخ محمد حسین صاحب قانونگو پنشنر سابق صدر محلہ دارالفضل قادیان ایکسیما سے بیمار چلے آرہے ہیں احباب ان کی شفایابی کے لئے خاص طور پر دعا کرکے ممنون فرمائیں (عبد الحمید عاجز ناظر بیت المال قادیان)

(۴) میرے بچے کافی دنوں سے عارضہ بخار و کالی کھانسی بیمار رہیں۔ دعا کے لئے ملتجی ہوں (عبد الرحیم عفی عنہ اکونٹنٹ میونسپلٹی رحیم یار خان) (۵) ڈاکٹر دین محمد صاحب صوفی۔ احمدیہ دار الشفاء گوجرانوالہ چند دنوں سے عارضہ ضیق النفس بیمار ہیں۔ احباب جماعت صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں (حکیم کرم الٰہی احمدیہ دار الشفاء دواخانہ شہر گوجرانوالہ) (۶) شیخ امام الدین صاحب ابن جناب حاجی محمد صدیق صاحب کے چار ماہ کے عرصہ میں دو بچے فوت ہو چکے ہیں۔ اور بہت پریشان حال ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان کی ہر طرح دینی و دنیاوی مشکلات آسان فرمائے (عبد الغنی صوبیدار اصغر مال روڈ راولپنڈی)

جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمانوں کی قیام گاہیں

اس خیال سے کہ احباب کرام کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مختلف جماعتوں کے قیام کا علم ہو جائے۔ ذیل میں نزدگاہ مہمانان کا نقشہ درج کیا جاتا ہے۔ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ دوستوں کو اپنی رہائش گاہ کا بھی علم ہو جائیگا۔ اور باہمی ملاقاتوں کے لئے بھی ایک دوسرے کے متعلق معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کہاں ٹھہرے ہیں۔

مہمان مستورات نصرت گرلز سکول اور احاطہ لجنہ جامعہ نصرت میں قیام فرمائیں گی۔ ہر جماعت کی مستورات کا مفصل نقشہ بعد میں شائع ہوگا۔

نمبر شمار	نام جماعت	قیام گاہ	نمبر شمار	نام جماعت	قیام گاہ
۱	الف کراچی	دار الضیافت	۱۰	لائلپور شہر و ضلع	نزد جلسہ گاہ بارک ۱۶ تا ۲۰
	ب۔ کوئٹہ بلوچستان		۱۱	ریزرو	" " نمبر ۲۰ و ۲۱
	ج۔ مشرقی پاکستان		۱۲	گجرات ضلع و شہر	ٹی آئی کالج کمرہ ۱ تا ۳
	د۔ بیرون پاکستان		۱۳	جہلم	" " ۴ و ۵
۲	صوبہ سرحد	دفاتر تحریک جدید کمرہ	۱۴	ریزرو	کمرہ ٹی آئی کالج الف
		مجلس دفتر تالیف و تصنیف	۱۵	کیمبل پور و میانوالی	ریسرچ گیلری و کمرے
۳	سندھ صوبہ	نزد نصرت گرلز ہائی سکول بارک ۱	۱۶	لاہور شہر	ہائی سکول کمرہ ۱ و ۲
۴	ضلع و شہر جھنگ	" " " " ۲	۱۷	ضلع لاہور	" " ۳ و ۴
۵	ضلع سرگودہا و شہر	" " " ۳ و ۴	۱۸	منٹگمری ضلع و شہر	" " ۵ و ۶
۶	ملتان و مظفر گڑھ	نزد جلسہ گاہ ۵ تا ۸	۱۹	راولپنڈی	" " ۷ و ۸
۷	ڈیرہ غازیخان	" بارک ۹	۲۰	سیالکوٹ ضلع و شہر	بورڈنگ ہاؤس کمرہ ۱ و ۲
۸	بہاولپور	" " " ۱۰-۱۱-۱۲	۲۱	گوجرانوالہ	" " ۳ و ۴
۹	آزاد کشمیر	" " " ۱۳-۱۴-۱۵	۲۲	شیخوپورہ	" " ۵ و ۶

عبد المنان عمر افسر جلسہ سالانہ

ایک نہائت نیک اور ضروری تحریک

مجالس خدام الاحمدیہ اس طرف خاص توجہ فرمائیں!

ایک دوست مکرم فضل الٰہی صاحب رشید دستمدار نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک تجویز بھجوائی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ایک فنڈ قائم کرے جس میں زیادہ سے زیادہ خدام شامل ہوں۔ شامل ہونے والے خدام سالانہ ایک روپیہ چندہ دیا کریں۔ اس طرح جو رقم جمع ہو۔ اُس سے ہر سال کم از کم ایک آدمی کو مجلس خدام الاحمدیہ حج کرا دیا کرے۔ اس طریق سے بہت سے لوگوں کو نیک کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق ملے گی۔ اور ساتھ ہی حج کے ثواب میں بھی حصہ دار ہوں گے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تجویز پر اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے اور فرمایا ہے۔ "فی الحال یہ تحریک کی جائے۔ کہ جو کوئی شخص چھ سو روپیہ جمع کر دے۔ اسے اس فنڈ سے مزید چھ سو روپے دیئے جائیں گے۔ تا وہ حج کر کے آ سکے"۔

پس میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس نیک تحریک کا آغاز کرتا ہوں۔ اور ایک امانت دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں "حج فنڈ" کے نام سے کھلوا رہا ہوں۔ جو احباب اس نیک تحریک میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے نام سے دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کو اطلاع دیں۔ تا ابھی سے اُن کے نام درج رجسٹر کر لئے جائیں۔ اور آئندہ آنے والوں کے لئے ریکارڈ رہے۔ اس تحریک میں حصہ لینے والے اپنی رقم براہ راست بمد امانت "حج فنڈ خدام الاحمدیہ" میں جمع کرنے کے لئے محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو ارسال فرمائیں۔

احباب اپنے پورے پتے سے دفتر خدام الاحمدیہ کو اطلاع دیں۔ تاکہ آئندہ خط و کتابت میں سہولت ہو۔ (نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

احراریوں کو اُس وقت کوئی اہمیت نہ تھی ہر دلعزیزی اور عوام کی پشت پناہی حاصل نہیں تھی

ایک مدت تک عوام کو ناموسِ رسولؐ کے نام پر مشتعل کیا جاتا رہا ہے

تحقیقاتی عدالت میں میاں انور علی کا بقیہ بیان

لاہور ۱۴ دسمبر۔ سابق انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب میاں انور علی نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں بدھ کو جو بیان دیا۔ اس کا آخری حصہ درج ذیل ہے۔

مسٹر یعقوب علی خاں نے عدالت کی اجازت سے گواہ سے استفسار کیا۔ کہ آیا ۱۹ جولائی ۵۲ء کے بعد کوئی بات کی نہیں۔ جب مرکزی حکومت کے پاس سفارش کی گئی۔ کہ جماعت اسلامی کو غیر قانونی جماعت قرار دے دیا جائے۔ گواہ نے اس کا جواب اثبات میں دیتے ہوئے کہا۔ کہ یہ فروری یا مارچ ۱۹۵۳ء کی کسی تاریخ کی بات ہے۔ انہوں نے مسٹر نذیر احمد خان کی جرح کے جواب میں کہا۔ کہ میں نے مولانا مودودی کے خلاف کسی اقدام کی تجویز پیش نہیں کی تھی لیکن مارشل لاء کے اعلان کے بعد میں نے ایسا کیا۔

س:۔ کیا جماعت اسلامی ہی اکیلی پارٹی ہے جو حکومت کے خلاف ہے؟ ج:۔ اور بھی بہت سی ہیں۔ انہوں نے عدالت کو بتایا۔ کہ صورت حال پر قابو پانے کے لئے پولیس ناکافی تھی۔ انہوں نے مزید بتایا۔ کہ اگر انہیں ہمسایہ صوبوں سے پولیس مہیا کی جاتی۔ تو وہ انتظام کر سکتے تھے۔ اس پر جرح جاری رکھتے ہوئے وکیل نے پوچھا۔ اگر مرکزی حکومت اپنی پالیسی کی تشکیل کرتی اور حکومت پنجاب امن قائم رکھنے میں اپنی ذمہ داری پوری طرح سرانجام دیتی۔ کیا آپ کا خیال ہے۔ تحریک اسی ڈگر پر چلتی جس پر کہ وہ چلی؟

ج:۔ میرے خیال میں نہ تو مرکزی حکومت نے اور نہ صوبائی حکومت نے صورت حال کی نزاکت کو محسوس کیا۔ س:۔ کیا آپ نے مزید پولیس کے لئے کہا؟ جواب:۔ ہاں۔

س:۔ اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

ج:۔ مرکز نے کہا۔ کہ وہ پولیس نہیں دے سکتا۔ سرحد نے کہا کہ اگر میں گورنر سے اپیل کروں تو وہ سرحد کنسٹیبلری کو نارخ کر سکتے ہیں۔ میں نے یہ معاملہ اپنے گورنر اور وزیر اعلیٰ کے سامنے رکھا لیکن انہوں نے دوسرے صوبوں سے پولیس مانگنا مناسب نہ سمجھا۔ مجھے علم ہے۔ کہ شہید گنج تحریک کے موقع پر بہار اور یوپی پولیس سے آسانی سے کمک پوری کر لی گئی تھی۔ حالانکہ وہ تحریک لاہور کے ایک حلقہ تک محدود تھی۔

سوال:۔ میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ فوجی مانگ کے قانون کے متعلق کسی کو کچھ علم نہیں تھا؟ ج:۔ ملکی تقسیم سے پہلے سول کے لئے فوجی طاقت کے استعمال کے متعلق بعض خفیہ ہدایات تھیں۔ لیکن پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے یہ ہدایات واپس لے لی گئی تھیں۔ اور ان کی جگہ نئی ہدایات جاری نہیں کی گئیں۔ فوج اور سول کے اکثر افسر نوجوان اور ناتجربہ کار تھے۔ اور وہ صحیح قانونی پوزیشن کے متعلق نہیں جانتے تھے۔

س:۔ اگر فوج پوری طاقت سے سول حکام کی مدد کے لئے آتی۔ تو آپ کا کیا خیال ہے۔ کہ صورت حال پر قابو پایا جا سکتا؟ ج:۔ ہاں۔

س:۔ تب فوج مانگ کے مطابق کیوں طلب نہ کی گئی؟ ج:۔ اس کے دو اسباب تھے۔ پہلا یہ کہ حکومت فوجی امداد مانگنے سے گریز کرتی تھی۔ دوسری وجہ یہ کہ اس امر کا احساس پایا جاتا تھا کہ فوج اسی صورت میں تعاون کرے گی۔ جب کہ پورا کنٹرول اُس کو سونپ دیا جائے۔

س:۔ حکومت کنٹرول فوج کو سونپنا کیوں پسند نہیں کرتی تھی؟ ج:۔ خیال کیا جاتا تھا کہ اگر چارج لینے کے لئے فوج بلائی گئی۔ تو زیادہ کشت و خون ہوگا۔

س:۔ فوجی امداد طلب کرنے کے سوال پر بحث کرتے وقت کیا کسی کو اس بات کی بھی خبر تھی۔ کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۹ کیا چیز ہوتی ہے؟

ج:۔ ہاں اور ہم نے اس دفعہ کے مطابق کام کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ۳ اور ۴ کو فوج مجسٹریٹوں کے ہمراہ گشت لگا رہی تھی۔ مجسٹریٹ دفعہ ۱۲۹ سے پوری طرح آگاہ تھے۔

س:۔ ۴ تاریخ کو فوج واپس کیوں بلائی گئی؟ ج:۔ اس کا جواب فوج کو دینا چاہیئے۔

س:۔ کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ فوج کیوں ہٹائی گئی؟ ج:۔ نہیں۔ س:۔ ۵ تاریخ کو بھی فوج دیکھی گئی۔ ج:۔ ہاں۔ س:۔ آپ نے کس قانون کے تحت رضاکاروں کو منتقل کیا اور لاہور سے باہر بھیجے گئے؟ ج:۔ یہ خالص انتظامی اقدام تھا۔

س:۔ کیا آپ سے ۶ مارچ کا اعلامیہ جاری کرنے سے پہلے وزیر اعلیٰ نے مشورہ کیا تھا؟

ج:۔ رسمی طور پر مشورہ نہیں کیا گیا تھا۔ جب اعلامیہ کا مسودہ تیار کیا گیا۔ تو میں گورنمنٹ ہاؤس میں موجود تھا۔ س:۔ کیا اس معاملہ میں آپ کی رائے لی گئی تھی؟ ج:۔ نہیں۔

س:۔ کیا آپ نے اعلامیہ جاری کرنے کی مخالفت کی تھی؟ ج:۔ نہیں۔ س:۔ جو طریق کار اختیار کیا گیا۔ اس کے متعلق آپ کا مشورہ لیا جاتا تو آپ کی کیا رائے ہوتی؟

ج:۔ ایس ایس پی نے مجھے بتایا۔ کہ عوام میں اشتعال پایا جاتا ہے۔ کیونکہ عوام محسوس کرتے ہیں کہ حکومت نے ان کے مطالبات پر توجہ نہیں دی اور نہ ہی ان کے متعلق کسی رائے کا اظہار کیا ہے انہوں نے بتایا۔ کہ یہ چیز زیادہ بگاڑ رہی ہے۔ اس لئے ایک بیان جاری کیا جانا چاہیئے۔ جس میں بتایا جائے۔ کہ حکومت کا رویہ غیر ہمدردانہ نہیں۔ اور ان کے مطالبات پر غور کیا جائے گا۔ اور ان کا بہت جلد فیصلہ کیا جائے گا۔ میں ان کے نظریات سے متفق ہو گیا۔ اور ایس ایس پی کو پوری کابینہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس میں گورنر اور وزیر اعلیٰ بھی شامل تھے۔ یہ نو اور دس بجے صبح کی بات ہے۔ سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کابینہ کے سامنے انہیں خیالات کا اظہار کیا۔ جن کا اظہار وہ اس سے پیشتر مجھ سے کر چکے تھے عدالت کی طرف سے پوچھا گیا۔ کہ ان کے خیالات کو کیسے سمجھا گیا؟ گواہ نے جواب دیا۔ کہ افسر کے نظریات پر کسی نے کوئی تبصرہ نہ کیا۔

س:۔ کیا ان خیالات کے اظہار پر گورنر نے ایس پی کو ڈانٹا؟

ج:۔ نہیں۔ انہوں نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کی۔ س:۔ مسٹر چندریگر سے سوال پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ بات آپ کے نوٹس میں لائی گئی تھی۔ کہ آئی جی پی اور ایس ایس پی ۶ مارچ کی صبح کو وزیر اعلیٰ کے پاس گئے۔ اور انہیں بتایا۔ کہ فائرنگ سود مند ثابت نہیں ہوگی۔ عوام میں ناراضگی پیدا ہو جائے گی۔ لہذا اس قسم کا بیان وزیر اعلیٰ کی طرف سے جاری کیا جانا چاہیئے۔ انہوں نے مندرجہ ذیل جواب دیا۔

"ہاں یہ چیز بعض فوجی افسر پہلے ہی میرے نوٹس میں لا چکے ہیں۔ اس وقت میں نے وزیر اعلیٰ سے اس کے متعلق استفسار کیا تھا۔ اور میں نے آئی جی پی اور ایس ایس پی سے بھی پوچھا تھا۔ انہوں نے یہ رائے دی تھی۔ لیکن جب میں نے انہیں تنبیہہ کی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ان کا مشورہ یہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ بعض لوگوں کا نقطہ نظر تھا۔ جو انہوں نے وزیر اعلیٰ تک پہنچایا۔ کیا یہ درست ہے؟

ج:۔ یہ بالکل غلط ہے۔ س:۔ آپ نے کتنی مدت بعد وزیر اعلیٰ کے سامنے اپنے نظریات رکھے کیا ۶ مارچ کا اعلامیہ وزیر اعلیٰ کی طرف سے جاری کیا گیا؟ ج:۔ جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے۔ کہ مسودہ ۹ اور ۱۰ بجے کے درمیان ہوا۔ لیکن اعلامیہ ساڑھے بارہ بجے جاری ہوا۔ اس دوران میں کئی چیزیں رونما ہوئیں۔

س:۔ کیا اعلامیہ آپ کے مشورہ سے جاری کیا گیا؟ ج:۔ نہیں۔

س:۔ کیا آپ کی تجویز نے اُسے بگاڑ کیا؟

ج:۔ نہیں۔ س:۔ آپ کی تجویز اور اس بات میں کیا فرق تھا۔ جس کی بنا پر اعلامیہ جاری کیا گیا

ج:۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ ایک ایسا بیان جاری کیا جائے جس سے عوام کو یقین دلایا جائے۔ کہ ان کے مطالبات پر حکومت کی طرف سے پوری توجہ دی جا رہی ہے۔ اور بہت جلد فیصلہ کر دیا جائے گا لیکن اعلامیہ میں کہا گیا تھا۔ کہ (۱) حکومت مطالبات کی حمایت کرتی ہے۔ (۲) سر ظفر اللہ خان کو کابینہ سے علیحدہ کر دیا جائے گا (۳) اور یہ کہ تمام مطالبات مرکزی حکومت کے نوٹس میں لائے جا چکے ہیں۔

س:۔ مسٹر نعیم الدین سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اپنے طویل تحریری بیان میں اس واقعہ کا حوالہ نہیں دیا۔ بلکہ اس کے برعکس انہوں نے بیان کیا۔ چودھری ظفر اللہ خان نے اس لئے استعفا پیش کیا تھا۔ کہ حکومت صورت حال سے مضبوطی سے نہیں نپٹ رہی تھی۔ ج:۔ وہ یقیناً غلطی پر ہوں گے۔

مسٹر فضل الٰہی کی تجویز پر گواہ سے پوچھا گیا۔ کہ کیا انہیں اس امر کی خبر ہے۔ کہ مرکزی حکومت کی طرف سے وائرلیس کے ذریعہ پیغام بھیجا گیا تھا۔ جس میں حکومت نے مطالبات کے متعلق اپنی پوزیشن واضح کی تھی گواہ نے کہا۔ مجھے اس بات کا علم ہے۔

س:۔ آپ کو کب اس بات کا علم ہوا؟

ج:۔ اس پیغام کا مسودہ کراچی میں میری موجودگی میں کابینہ کے اجلاس میں تیار کیا گیا تھا۔ اس پیغام میں کابینہ نے اپنے نظریات کا اظہار کیا تھا۔ لیکن یہ ہدایت بھی کی تھی۔ کہ اس کی خواہش ہے کہ ان نظریات کو عوام پر ظاہر نہ کیا جائے۔ اور اس سے صرف صوبائی حکومت کی راہنمائی مقصود ہے۔

س:۔ آپ نے جس اقدام کی تجویز پیش کی تھی۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ کہ اگر اس پر عمل کیا جاتا۔ تو وہ کامیاب رہتا؟

ج:۔ ہاں کیونکہ احرار کی اس وقت کچھ اہمیت نہ تھی انہیں ہر دلعزیزی اور عوام کی پشت پناہی بھی حاصل نہیں تھی۔ اور وفاداری کے متعلق وہ آزمائش کے دور میں تھے۔ س:۔ کیا گورنر اور آپ کے درمیان آپ کی تجویز کے بارے میں کوئی گفتگو ہوئی؟ اگر گفتگو ہوئی تو گورنر کا نقطہ نظر کیا تھا؟ ج:۔ وہ احرار کو تنبیہہ کرنے کے علاوہ کوئی اقدام کرنے کے حق میں نہیں تھے۔

س:۔ اپنے نظریات کے بارے میں وہ کیا دلائل دیتے تھے۔ ج:۔ میں آپ کو نہیں بتا سکوں گا

س:۔ آپ کے ۳۰ مئی ۱۹۵۲ء کے نوٹ کی بنا پر کیا حکومت نے احرار کے خلاف کوئی کارروائی کی؟ ج:۔ دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی۔ اور احرار اور احمدیوں کے جلسوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ س:۔ اس پابندی کے نفاذ سے کیا جلسے مساجد میں منتقل نہیں ہو گئے تھے؟ ج:۔ ہاں یہ درست ہے۔

س:۔ کیا مساجد میں تقریریں کرنے کی بنا پر کچھ گرفتاریاں عمل میں آئیں؟ ج:۔ جی ہاں۔ س:۔ اس سے کیا یہ خیال پیدا نہیں ہو گیا تھا۔ کہ حکومت عوام کی مذہبی آزادی میں مداخلت کر رہی ہے؟ ج:۔ ہاں اس بنا پر کافی پروپیگنڈا کیا گیا تھا۔ مرکزی حکومت نے بھی اس معاملہ کے متعلق رپورٹ مانگی تھی۔

س:۔ حکومت پنجاب نے جو اقدام کیا تھا کیا مرکزی حکومت نے اسے پسند کیا؟ ج:۔ اس نے اپنے مراسلہ میں کہا تھا۔ کہ وہ اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے۔

س :۔ کیا آپ نے وہ مراسلہ دیکھا تھا جس میں مرکزی حکومت نے حکومت پنجاب سے رپورٹ مانگی تھی؟ ج :۔ میں نہیں سمجھتا کہ مرکزی حکومت کے مراسلہ سے ناپسندیدگی کا پہلو نکلتا تھا۔

انہوں نے کہا کہ احرار اور احمدیوں کے جلسوں کے متعلق پابندی مساجد میں بھی عائد ہوتی تھی۔

س :۔ اس حکم کے متعلق آپ کا نقطہ نظر کیا تھا؟

ج :۔ ایک ایسی مملکت میں جہاں مذہبی باتوں کا اتنا چرچا ہو رہا ہو ایسا حکم نافذ نہیں رہ سکتا۔ اور حکومت کو اسے قبول کئے بغیر چارہ نہیں۔

س :۔ کیا آخرکار پابندی اٹھالی گئی؟

ج :۔ جی ہاں۔

س :۔ کیا پابندی اس بنا پر اٹھائی گئی کہ اسے مساجد پر عائد کرنا ممکن نہ تھا؟

ج :۔ میرا خیال ہے کہ حکومت نے ایک اعلان کیا جس میں بتایا گیا کہ اس سے مساجد میں لوگوں کے مذہبی وظیفہ میں مداخلت مقصود نہیں۔ پابندی اٹھا لینے کے باوجود حکومت کے رویہ پر نکتہ چینی جاری رہی۔ اور الزام لگایا گیا کہ حکومت نے لوگوں کی مذہبی آزادی میں مداخلت کی ہے۔

س :۔ میں آپ سے پھر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا پابندی اس لئے اٹھائی گئی تھی کہ اس کا نفاذ مساجد میں ممکن نہ تھا؟ ج :۔ ہو سکتا ہے کہ ایک وجہ یہ بھی ہو۔ لیکن مجھے ذاتی طور پر اس کا علم نہیں۔

س :۔ براہ مہربانی یاد کر کے بتلایئے کیا پابندی اس بنا پر نہیں اٹھائی گئی تھی۔ کہ لاقانونیت کی مزاحمت کے لئے علماء کی حمایت حاصل کی جائے کیونکہ مرکزی حکومت نے تین مطالبات کے متعلق کوئی پالیسی نہیں بنائی تھی؟ ج :۔ پابندی خود اٹھا لینے کی وجہ یہ تھی کہ احرار نے معافی مانگ لی تھی اور امن کے قیام اور احمدیوں کی حفاظت کا یقین دلایا تھا۔ س :۔ کیا ملتان فائرنگ کے بعد فروری ۱۹۵۳ء کے اختتام تک لاقانونیت کا کوئی واقعہ رونما ہوا؟

ج :۔ لاقانونیت کسی قانون کے توڑنے کو کہتے ہیں۔ بغاوت، لوٹ مار، لوگوں پر حملے کے پُرتشدد اقدام کو نہیں۔ اس دوران میں یہ موخر الذکر چیزیں ہی ہوئی تھیں۔

س :۔ مرکزی حکومت کے ۱۴ اگست کے اعلامیہ سے پنجاب کے عوام کے ذہنوں پر کیا اثر ہوا؟

ج :۔ اس کا تحریک پر کچھ اثر نہ ہوا۔ البتہ ان کے حامیوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ ان کے نظریات کا ایک حصہ تیار کر لیا گیا ہے۔ اور مزید مراعات بھی دی جائیں گی۔ س :۔ جن علماء نے جولائی یا اگست میں کراچی میں وزیر اعظم سے ملاقات کی تھی۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ پنجاب میں کیا خبر لائے تھے؟ ج :۔ انہوں نے کہا تھا کہ مرکزی حکومت ان کے حق میں

مطالبات تسلیم کئے جانے کے متعلق ۱۴ اگست کو اعلان کرے گی۔ س :۔ "زمیندار" نے ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء کو خبر شائع کی تھی۔ کہ مطالبات تسلیم کئے جانے کا اعلان یوم آزادی پر کیا جائے گا۔ اور مرکزی حکومت نے اس خبر کی کبھی تردید نہیں کی۔ مرکزی حکومت کی طرف سے تردید نہ ہونے پر عوام کے ذہن پر کیا اثر ہوا؟ ج :۔ عوام کے ذہنوں میں بالعموم اور مظاہرین میں بالخصوص امید پیدا ہو گئی۔

س :۔ وزیر اعظم کو الٹی میٹم دینے کے ارادہ پر مرکزی حکومت کی طرف سے تردید نہ ہونے کا کیا اثر ہوا؟ ج :۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرکزی حکومت کسی وقت میں الٹی میٹم دینے کا واقعہ نہ ہوتا تو اس خطرے کے پھیلنے کے امکان دور کرنے کے لئے تیزی سے کارروائی کی جاتی۔ اور اس پر قابو پانے کے لئے موثر اقدام کئے جاتے۔ اور متعلقہ اشخاص کو ہر قسم کے مظاہروں کو روکنے کی ہدایات صاف طور پر دی جاتیں۔

س :۔ کیا حکومت کے فیصلہ نہ کرنے کے رویہ نے عوام کے ذہنوں میں خیال پیدا نہیں کر دیا تھا۔ کہ مطالبات منظور کئے جا رہے ہیں۔ اور کیا اس سے مظاہروں کو زیادہ تقویت نہ پہنچی؟

ج :۔ اس نے مظاہرین کی صفوں میں عزائم کو زیادہ مضبوط کر دیا۔ س :۔ اگر آپ کو ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء سے پیشتر مطالبات اور تحریک کے متعلق مرکزی حکومت کے رویہ سے مطلع کیا جاتا۔ تو کیا آپ بہتر طریق سے صوبہ میں لاقانونیت کی دھمکی پر قابو پانے کے لئے تیار رہتے؟ ج :۔ ہمارا کام بہت آسان ہو جاتا اور ہم زیادہ یقین و اعتماد سے کام کر سکتے۔

س :۔ کیا آپ نے پولیس کی طاقت میں اضافہ کیا؟

ج :۔ پولیس کی پوری طاقت موجود تھی۔ اور ہم نے اس میں اضافہ نہیں کیا۔

س :۔ کیا آپ کو کراچی میں ۲۶ اور ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کو ہونے والی کانفرنس میں شرکت کیلئے بلایا گیا تھا؟ ج :۔ کراچی میں ۲۶ فروری کی پہلی کانفرنس میں مجھے اور مسٹر غیاث الدین احمد کو چند منٹ کے لئے بلایا گیا تھا۔ اور تحریک کی مالی حالت اور طاقت کے متعلق سوالات کئے گئے تھے۔ دوسری کانفرنس جو ۲۷ فروری کی صبح کو منعقد ہوئی۔ بحث اس مرحلہ پر تھی۔ جہاں مظاہرین کے خلاف کارروائی کرنے کے سوا کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

س :۔ آپ کو کیوں بلایا گیا؟

ج :۔ ۲۷ فروری کا اجلاس کابینہ اور افسروں کا مشترکہ اجلاس تھا۔ مجھے اس لئے بلایا گیا تھا کہ پنجاب میں تحریک پر قابو پانے کا منصوبہ بتاؤں چنانچہ میں نے اپنی تجاویز پیش کیں۔

س :۔ کیا آپ کو کابینہ کے ان ارکان نے جن کی طرف سے آپ کو بلایا گیا تھا۔ یہ بتانے

کے لئے کہا تھا۔ کہ آیا آپ پنجاب میں صورت حال پر قابو پانے کے قابل ہوں گے یا نہیں؟ اگر ایسا ہوا۔ تو آپ نے اس سلسلہ میں کیا جواب دیا؟

ج :۔ میں نے کہا تھا۔ کہ جہاں تک ہو سکا۔ بطریق احسن صورت حال پر قابو پا سکیں گے۔

س :۔ کیا آپ نے انہیں مزید بتایا تھا۔ کہ اگر پنجاب میں صورت حال نازک ہے۔ اور امن و امان قائم کرنا بہت مشکل ہے۔ تاہم آپ صورت حال پر قابو پالیں گے؟

ج :۔ ہاں اس وقت ہمیں یقین تھا۔ کہ ہم صورت حال پر قابو پالیں گے۔

س :۔ کیا آپ نے کہا تھا۔ کہ صورت حال نازک اور مشکل ہے؟

ج :۔ جی ہاں۔ میں نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ حکومت کا وقار بہت پست ہو چکا ہے۔ اور ہمیں صورت حال پر قابو پانے کے لئے سخت جدوجہد کرنی پڑے گی۔

س :۔ پھر آپ صورت حال پر قابو پانے کے قابل کیوں نہ ہوئے؟

ج :۔ ہم ذیل کے اسباب کی بنا پر صورت حال پر قابو پانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

(۱) مولانا عبدالستار نیازی اچانک میدان میں آگئے۔ اور انہوں نے لاہور میں تحریک کا چارج لے لیا۔ انہوں نے بڑی اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ مولانا عبدالستار نیازی کی طبیعت میں اشتعال انگیزی زیادہ ہے اور وہ مشتعل تقریریں کرنے کے عادی ہیں۔

(۲) وہ افواہیں جو مظاہرین نے جان بوجھ کر پھیلائیں مثلاً (ا) پولیس کی طرف سے قرآن مجید کی بے حرمتی (ب) پولیس کی فائرنگ کے متعلق غلط اور بے بنیاد افواہیں۔ (ج) یہ خبر کہ احمدی غیر احمدیوں پر گولی چلا کر مار رہے ہیں (د) مولانا غلام غوث

سوہدی کا بنایا ہوا طریق کار جس کا تحریری ثبوت موجود ہے۔ اس میں انہوں نے سرکاری دفاتر کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے اور ہڑتال اور مظاہرہ کرنے کی سکیم پیش کی تھی

(۳) کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین اور کم آمدنی رکھنے والے دوسرے افراد کی بے اطمینانی کے علاوہ اور وجوہ بھی تھیں۔ میں یہاں خاص طور پر اسی چیز کا اظہار کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس ملک کی تاریخ میں سکرٹریٹ کے کلرکوں نے کبھی واک آؤٹ اور مظاہرہ نہیں کیا۔ اور نہ کبھی چیف سکرٹری ہوم سکرٹری۔ اور انسپکٹر جنرل پولیس سے گستاخی سے پیش آئے۔ جیسا کہ گڑبڑ والوں میں ہوا۔ تار ریلوے ٹیلیفون اور اکونٹنٹ جنرل کے دفتر کے تمام سرکاری ملازم باہر نکل آئے سکرٹریٹ کے کلرکوں نے جلد بازی سے کام لے کر تحریری نوٹس دیا کہ جب تک کابینہ سے سر ظفر اللہ خاں کو نہیں نکالا جائے گا۔ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے۔

(۴) ایک مدت تک عوام کو ناموس رسول کے نام پر مشتعل کیا گیا تھا۔ اور کافی اشتعال پیدا کیا جا چکا تھا۔

(۵) ذمہ دار عوامی رہنماؤں اور دوسرے شریف آدمیوں کا نازک صورت حال کے باوجود امن و امان کو برقرار رکھنے میں ایڈمنسٹریشن کی امداد سے انکار۔ ان میں سے بہت سے حکومت کی پریشانی اور ناکامی پر خوش تھے۔

(۶) فوج کا اس طریق پر شہری حکام کی امداد سے قاصر رہنا۔ جیسا کہ وہ تقسیم سے پہلے کیا کرتی تھی۔ میں اس سلسلہ میں یقینی طور پر خیال کرتا ہوں۔ کہ زمانہ تقسیم کے فسادات ان سے زیادہ برے اور زیادہ ہوئے تھے۔ لیکن ان پر اس وجہ سے قابو پا لیا گیا۔ کہ فوج نے سخت طرز عمل اختیار کیا

(۷) مسلم لیگی لیڈروں کی عوام پر قابو پانے کی نااہلی۔ درحقیقت بہت سے مسلم لیگی لیڈر شہرت حاصل کرنے کے لئے خود تحریک میں میں شرکت کر رہے تھے۔

(۸) عام بے بسی۔ جب تکلیف دوسروں ہی کو ہو رہی تھی ہر شخص خوش تھا۔ ۶ تاریخ کے بعد یہ احساس پیدا ہوا۔ کہ کسی کی بھی عزت اور جان محفوظ نہیں۔ اس وقت رائے عامہ فسادات کو دبانے کے حق میں ہونی شروع ہوئی۔ اس سے پہلے لوگوں کا رویہ یہ تھا۔ کہ حکومت یا احمدی مصیبت میں ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

سوال۔ اگر دو مارچ کو فوج کو اعتماد میں لے لیا جاتا۔ تو کیا فرق پڑتا۔ جواب۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے کوئی فرق پڑتا۔

سوال۔ تھانہ سول لائن میں دو مارچ کو جو کانفرنس ہوئی اس میں آپ نے یا کسی اور شہری حاکم نے فوجی نمائندوں سے کہا تھا۔ کہ فوج کی ضرورت صرف اس بات کے لئے ہے۔ کہ اس کی موجودگی سے طاقت کا اظہار ہو جواب۔ نہیں ہم نے فوج کو جو مراسلہ لکھا تھا۔ اس میں واضح کر دیا تھا کہ ان کی ضرورت باقاعدہ اقدام کے لئے ہے۔ اس مراسلہ کا مسودہ جی۔ ایس۔ او (۱) کی موجودگی میں تیار ہوا۔ جو جی۔ او۔ سی کی نمائندگی کر رہے تھے۔ سوال۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ فسادات کے دوران میں مارشل لاء کے نفاذ کے اعلان تک فوج نے ایک گولی بھی نہیں چلائی؟ جواب۔ میرا خیال ہے یہ بات صحیح ہے۔ سوال۔ جی او سی نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے کہ ۴ مارچ کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کی رضامندی سے فوج چھاؤنی میں بلائی گئی تھی۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب۔ مجھے علم نہیں کہ جن دو غیر فوجی افسروں کا ذکر کیا گیا ہے انہوں نے اپنی منظوری دی تھی۔ ۴ تاریخ کی شام کو جب میں دفتر سے تھانہ سول لائن گیا تو کسی نے مجھے بتایا کہ فوج کو واپس بلا لیا گیا ہے۔ ایس ایس پی وہیں تھے۔ لیکن مجھے خاص طور پر یہ علم نہیں کہ آیا وہ میرے علم میں بات لائے تھے۔ ایس ایس پی نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ فوج کو ان کی منظوری سے واپس بلا لیا گیا ہے بریگیڈ میجر سے گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ وہ اس بات کا انتظار کریں گے کہ فوج کو ہٹا لیا جاتا ہے۔

انہوں نے کہا۔ یہ درست ہے کہ ۴ تاریخ کو فوج واپس بلا لینے کا صورت حال پر الٹا اثر پڑا

عدالت نے انہیں یہ بتانے کو کہا۔ کہ ۲ مارچ کو جب ہوم سکرٹری نے جی۔ او۔ سی کو خط لکھا تھا تو غیر فوجی حکام فوج سے کس قسم کی توقع رکھتے تھے میری تجویز یہ تھی۔ کہ دستوں کو چار جگہ پر رکھا جائے۔ جناح باغ۔ کوتوالی۔ گول باغ اور منٹو پارک اور وہ شہر کی بڑی شاہراہوں پر بکتر بند گاڑیوں اور برین گنوں سے گشت کریں۔ جب ان دستوں کا استعمال ضروری ہو جائے۔ تو صورت حال کو ان کے سپرد کئے بغیر ایک مجسٹریٹ انہیں اس خاص صورت حال سے نپٹنے کے لئے کہے

س:۔ خط میں لکھا ہے۔ کہ فوجی دستوں کی تعداد اور مدت متنازعہ انہیں رکھا جائے گا ان تمام باتوں کی اطلاع ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جی۔ او۔ سی کو پہنچا دیں گے۔ کیا اس قسم کی کوئی اطلاع کبھی دی گئی۔

ج:۔ مجھے معلوم نہیں۔

س:۔ ۵ مارچ کو کابینہ نے جو فیصلے کئے ان میں سے فیصلہ نمبر ۶ یہ تھا۔ کہ پولیس کو سخت قدم اٹھانا چاہیئے۔ اور فسادات کو دبانے کے لئے جس قدر طاقت کی بھی ضرورت ہو۔ اسے استعمال کیا جائے۔ اور پولیس کے دستوں کو فوجی دستوں کی بھی حمایت حاصل ہوگی۔ جو ان کے اپنے کمانڈر کے تحت ہوں گے۔ اس میں یہ بھی طے ہوا تھا۔ کہ فوجی دستوں سے کس طرح کام لیا جائے؟

ج:۔ خیال یہ تھا کہ اگر کسی خاص موقع پر پولیس ناکام ہو گئی۔ تو صورت حال سے نپٹنے کے لئے فوج کو بلا لیا جائے گا۔

س:۔ کیا فوج یہ کہنے میں حق بجانب ہے۔ کہ اسے کسی خاص صورت حال کو سنبھالنے کے لئے نہیں کہا گیا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس نے کچھ نہیں کیا؟ ج:۔ جی ہاں۔

بقیہ لیڈر ـــــــ صفحہ (۲)

سے واقف ہیں کہ اسلام نے صرف نہایت مجبوری کی حالت میں جنگ کی اجازت دی ہے۔ اور پھر اس پر بھی ایسی پابندیاں لگائی ہیں۔ کہ اگر ان پر عمل کیا جائے۔ تو جنگیں دنیا سے ناپید ہو جائیں صلیبی جنگوں جیسی خطرناک جنگوں میں بھی مسلمانوں نے جو کردار دکھایا تھا۔ اس کی نظیر تمام دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ یہ اسلام کی تعلیم کا اثر تھا۔ پھر جن ممالک میں مسلمانوں نے غیر مذاہب والوں پر حکومت کی ہے۔ اگرچہ انہوں نے اسلامی تعلیم پر پورا پورا عمل کر کے نہیں دکھایا۔ پھر بھی تمام دنیا کی تاریخ میں رواداری اور دوسرے مذاہب کے ساتھ حسن سلوک کے جو نظارے اسلام کی اس تاریخ میں ملتے ہیں۔ شاید ہی کسی مذہب یا قوم کی تاریخ میں ملتے ہوں۔ بے شک امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلمان اقوام غیر مذاہب والوں کے رویہ سے متاثر ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے خاص کر صلیبی جنگوں میں قرون وسطی کے عیسائیوں کے تعصب کو بہت حد تک اپنا لیا۔ اور ان میں تنگ نظری پیدا ہو گئی۔ اگر عالمی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے۔ اور جن مغربی عالموں نے مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یورپ نے رواداری اور آزادی کی روح مسلمانوں کے ساتھ قرب اور میل جول سے ہی حاصل کی تھی۔

اگر پاکستان میں اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل کیا گیا۔ جیسا کہ یقیناً کیا جائے گا۔ تو ہمیں امید ہے کہ پاکستان آزادی ضمیر میں مذہبی رواداری اور غیر مذاہب والوں سے حسن سلوک کا ایک ایسا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرے گا۔ کہ ابھی تک مغرب کے [illegible] کا خیال میں بھی اس کا نقشہ نہیں آیا۔

تحقیقاتی عدالت (بقیہ صفحہ اول)

سی آئی۔ ڈی کو ہدایت کی۔ کہ وہ ریکارڈ کی فائلوں کو دیکھ کر مسلم لیگ کے ان اہم ممبروں کی مصدقہ فہرست تیار کریں جنہوں نے فسادات میں حصہ لیا۔ اور جو فسادات کے سلسلے میں گرفتار یا مفرور ہوئے۔ عدالت نے مسٹر محمد حسین کو یہ بھی ہدایت کی۔ کہ مسلم لیگ کی شاخوں نے ختم نبوت کے بارے میں جو قرار دادیں منظور کی ہیں ان کے تمام کاغذات وہ اپنے قبضہ میں لے لیں عدالت نے انہیں یہ بھی ہدایت کی ہے۔ کہ عامۃ المسلمین اور احمدیوں کے درمیان یا حکومت کے خلاف منافرت پیدا کرنے کے لئے تقسیم کے بعد سے اب تک جو مطبوعات شائع کی گئی ہیں۔ ان کا خلاصہ سلسلہ وار تیار کریں۔ جس میں وہ مطبوعات بھی شامل کی جائیں۔ جن کے خلاف از روئے قانون کارروائی کی جا سکتی ہے۔ عدالت نے مسٹر محمد حسین کو یہ بھی حکم دیا کہ ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء سے لے کر ۶ مارچ ۱۹۵۳ء تک پولیس کو لاہور میں پیش آنے والی جن وارداتوں کی اطلاع ملی۔ ان کی تاریخ وار ایک مصدقہ فہرست تیار کی جائے۔ عدالت نے یہ بھی حکم دیا کہ اس فہرست کے ساتھ ان رپورٹوں کی نقلیں بھی ہونی چاہئیں۔ جو ابتدائی اطلاع رجسٹر میں درج کی گئی ہوں۔ یا جن کا روزنامچہ میں اندراج کیا گیا ہو۔

(اختتام ۲۲ دسمبر ۱۹۵۳ء)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیا کریں

ملارڈ لمیٹڈ کے ریڈیو ایکسپورٹر کراچی میں

کراچی ۲۳ دسمبر۔ میسرز ملارڈ ریڈیو لمیٹڈ لنڈن کے ایکسپورٹ منیجر مسٹر ٹی ڈبلیو ہاگ م آج کولمبو سے کراچی پہنچے۔ یہاں وہ مسٹر کرامت اللہ میسرز ریڈیو الیکٹرک ہاؤس کراچی سے تجارتی امور پر گفتگو کریں گے۔ مسٹر ٹی ڈبلیو ہاگ ۲۵ دسمبر کو لنڈن روانہ ہو جائیں گے۔